1 معاشی جائزہ

1.1 عمومی جائزہ

مالی سال 18ء کا اختتام معیشت کی ملی جلی کارکردگی پر ہوا۔ حقیقی معاشی سرگرمیوں میں مزید تیزی آئی اور مہنگائی مسلسل چوتھے سال ہدف سے کم رہی۔ اسی طرح نجی شعبے کے قرضے کی نمو بھی مضبوط رہی اور جی ڈی پی کے لحاظ سے سرمایہ کاری کچھ بڑھی۔ تاہم ساتھ ہی ساتھ اخراجات کی نسبت محاصل کی نمو کی رفتار میں بڑی کمی اور بڑھتی ہوئی طلب کو پورا کرنے کے لیے درآمدات پر انحصار میں اضافے کے نتیجے میں جڑواں خسارے ناپائیدار سطح کو پہنچ گئے۔ حقیقت یہ ہے کہ درآمدات میں متواتر اضافے نے برآمدات کی بحالی کو گہنا دیا۔ اس کے نتیجے میں ریکارڈ سطح کا جاری کھاتے کا خسارہ زرِمبادلہ کے ذخائر اور شرح مبادلہ پر دباؤ میں اضافے کا سبب بنا۔ اسی طرح مالیاتی خسارہ گذشتہ پانچ برسوں میں بلند ترین تھا۔ ان سب عوامل کے نتیجے میں سرکاری خصوصاً بیرونی قرضہ زیادہ تیزی سے جمع ہو گیا (**جدول 1.1**)۔

حقیقی جی ڈی پی نمو وسیع البنیاد تھی کیونکہ تینوں شعبوں — زراعت، صنعت اور خدمات — نے نمو کی رفتار کو بڑھانے میں اپنا حصہ ڈالا۔ خاص طور پر فصلوں اور گلہ بانی کے ذیلی شعبوں کی ریکارڈ کارکردگی کی بنا پر شعبہ زراعت نمایاں رہا۔ زراعت کی بلند پیداوار کے علاوہ، متحرک اشیا سازی اور تعمیرات کی سرگرمیوں نے — جنہیں توانائی کی بہتر فراہمی، سی پیک منصوبوں اور مضبوط ملکی طلب سے سہارا ملا — صنعتی شعبے کی نمو کو بڑھانے میں اہم کردار ادا کیا۔

تاہم طلب کے حوالے سے دیکھا جائے تو گذشتہ توسیعی دائروں کی طرح نمو میں بڑا کردار صَرف کا تھا۔[1] کم شرح سود کے ماحول، بلند مالیاتی خرچ اور بہتر حقیقی آمدنی سمیت کئی عوامل نے ملکی طلب کو بڑھاوا دیا۔ خصوصاً قرض کی کم لاگت کی بنا پر پچھلے دو برسوں میں کاروباری اداروں کو جاری سرمائے اور معینہ سرمایہ کاری دونوں قسم کے قرضے لینے کی ترغیب ملتی رہی۔ جہاں تک رسد کا تعلق ہے، حکومت کی جانب سے طویل مدت قرض کی خالص واپسی کی وجہ سے بینکوں کے پاس کافی سیالیت تھی۔ مزید برآں، بلند مالیاتی خسارہ پورا کرنے کے لیے اسٹیٹ بینک کے قرض پر حکومت کے زیادہ انحصار نے بھی بینکوں کی سیالیت میں اضافہ کیا۔

جدول 1.1: منتخب معاشی اظہاریے

	م س15ء	م س16ء	م س17ء ع	م س18ء ہدف	م س18ء اصل ع
		فیصد نمو			
حقیقی جی ڈی پی[1]	4.1	4.6	5.4	6.0	5.8
زراعت	2.1	0.2	2.1	3.5	3.8
صنعت	5.2	5.7	5.4	7.3	5.8
خدمات	4.4	5.7	6.5	6.4	6.4
نجی شعبے کا قرض[2]	5.9	11.2	16.8	-	14.9
صارف اشاریہ قیمت مہنگائی[1]	4.5	2.9	4.2	6.0	3.9
		بلحاظ جی ڈی پی فیصد			
جاری حسابات کا توازن[2]	-1.0	-1.7	-4.1	-2.6	-5.8
مالیاتی توازن[3]	-5.3	-4.6	-5.8	-4.1	-6.6
مجموعی سرکاری قرضہ[3]	63.3	67.6	67.0	61.4	72.5

ع: عبوری۔ ن: نظر ثانی شدہ

ماخذ: [1] پاکستان دفتر شماریات، [2] بینک دولت پاکستان؛ [3] وزارتِ خزانہ۔

پچھلے دو برسوں کے دوران مالیاتی خسارے میں مسلسل اضافہ معیشت کے طلبی دباؤ کو بڑھانے میں ایک اہم عامل رہا ہے۔ مالی سال 18ء کے دوران ماضی کے رجحانات سے ایک ناخوشگوار انحراف پایا گیا۔ پچھلے برسوں میں تو ترقیاتی مصارف میں مسلسل اضافہ ہوا اور جاری اخراجات پر قابو پایا گیا تاہم مالی سال 18ء میں اس کے برعکس ہوا: ترقیاتی مصارف کم ہوئے جبکہ جاری اخراجات بڑھ گئے۔ اس طرح اخراجات کی ہیئت ترکیبی سرمایہ کاری سے صَرف کی جانب منتقل ہو گئی۔

بلند معاشی سرگرمی اور ملکی طلب کے پس منظر میں درآمدات کی نمو مضبوط رہی۔ اگرچہ غذا کے سوا تمام اہم اجناسی گروپوں میں مضبوط نمو ریکارڈ کی گئی

[1] حقیقی جی ڈی پی میں صَرف کا حصہ مالی سال 18ء میں بڑھ کر 93.2 فیصد ہو گیا جبکہ مالی سال 17ء میں 91.7 فیصد تھا۔ پچھلے پانچ برسوں کے اوسط حصے 88.7 فیصد سے موازنہ کیا جائے تو یہ خاصا زیادہ ہے۔

تاہم بلند درآمدات میں سب سے زیادہ حصہ پیٹرولیم، مشینری، دھاتوں اور کیمیکلز کا تھا۔ مزید برآں، اجناس خصوصاً تیل اور فولاد کی قیمتیں درآمدی بل کو بڑھانے والا اہم ترین عامل تھا۔ حقیقت یہ ہے کہ مالی سال 18ء کے دوران درآمدات میں اضافے میں نرخوں کا اثر حجم کے اثر سے تقریباً دگنا تھا۔

حوصلہ افزا امر یہ ہے کہ بتدریج بڑھتی ہوئی عالمی طلب کے وقت توانائی کی بہتر فراہمی کی بنا پر برآمدات میں وسیع البنیاد بحالی ریکارڈ کی گئی۔ مزید یہ کہ فاضل گندم اور چینی کی برآمد اور بین الاقوامی منڈی میں اجناس کی بلند قیمتوں نے بھی برآمدات کی دوہندسی نمو میں اپنا حصہ ڈالا۔ اس کے باوجود مطلق لحاظ سے درآمدات پھر بھی برآمدات کا 2.3 گنا تھیں۔ علاوہ ازیں بیرونی قرضوں پر سود کی ادائیگیوں اور منافع کی منتقلی بھی مالی سال 18ء کے دوران خاصی بڑھ گئی جبکہ اتحادی سپورٹ فنڈ کی عدم موجودگی نے خدمات کے کھاتے پر دباؤ ڈالا۔ ان کھاتوں میں خسارے کی تلافی ترسیلاتِ زر سے نہ ہوسکی، جن میں معتدل اضافہ ہوا۔ اس طرح مالی سال 18ء میں جاری کھاتے کا خسارہ ریکارڈ 18.1 ارب ڈالر تک پہنچ گیا۔

جاری کھاتے کے اس بھاری خسارے کو پورا کرنے کے لیے بیرونی قرضوں پر انحصار بڑھ گیا جس کے نتیجے میں مالی سال 18ء کے دوران بیرونی قرضوں کے حجم میں خاصا اضافہ ہوگیا۔ ایک اور تشویشناک صورتِ حال کمرشل قرضوں پر بہت زیادہ انحصار تھا جس میں کثیر فریقی اور دوطرفہ ذرائع کے قرضوں کی نسبت شرح سود بھی بلند ہوتی ہے اور میعاد بھی کم ہوتی ہے۔ نتیجتاً بیرونی قروضوں کی میعاد کا اوسط وقت مالی سال 18ء میں گر کر تقریباً 10 سال ہوگیا جبکہ مالی سال 14ء میں 20 سال سے زائد تھا۔ مجموعی سرکاری اور نجی رقوم کی آمد اتنی نہ تھی کہ جاری کھاتے کا خسارہ پورا ہوسکتا جس کے باعث مالی سال 18ء کے دوران اسٹیٹ بینک کے ذخائر میں 6 ارب ڈالر سے زائد کی کمی ہوئی۔ اس دباؤ کی وجہ سے سال کے دوران کئی بار شرح مبادلہ گھٹ گئی۔

مضبوط مضمر طلبی دباؤ کے علاوہ شرح مبادلہ میں کمی اور اجناس کی بلند عالمی قیمتوں کی منتقلی کی عکاسی مئی 2018ء سے سال بسال مہنگائی میں ہونے لگی۔ قوزی مہنگائی—جس میں غذا اور توانائی کی متغیر قیمتیں شامل نہیں—لگ بھگ 5.5 فیصد کے قریب چسپاں رہنے کے بعد مارچ 2018ء اور اس کے بعد بڑھنے لگی۔ تاہم سال کے دوران اوسط مہنگائی کسی قدر کم رہی جس کی بنیادی وجہ ملک میں غذا کے کافی سے زیادہ ذخائر کے باعث پست غذائی مہنگائی تھی۔ ان حالات کو بغور دیکھتے ہوئے اور توسیعی مالیاتی پالیسی اور بگڑتے ہوئے بیرونی کھاتوں کے معاشی استحکام خصوصاً مستقبل میں مہنگائی کی راہ پر ممکنہ اثر کے پیش نظر زری پالیسی کمیٹی نے کئی برس سے جاری نرم زری پالیسی کو بدلتے ہوئے جنوری 2018ء میں پالیسی ریٹ بڑھادیا۔

لُبِ لباب یہ ہے کہ پاکستان کی معیشت پھر ایک جانے پہچانے موڑ پر پہنچ گئی ہے جہاں نمو بڑھنے کے ساتھ عدم توازن سامنے آرہا ہے اور اس کی بنا پر کم مہنگائی اور بلند نمو کا بہترین توازن قائم رکھنا مشکل ہوتا جارہا ہے۔ اس بار واحد فرق یہ ہے کہ توانائی اور انفراسٹرکچر کے شعبوں میں بھاری سرمایہ کاری کی جارہی ہے۔ بہرکیف، اکثر و بیشتر اس قسم کے دائروں کے اعادے کی سب سے بڑی وجہ کم سرمایہ کاری اور معیشت کی محدود پیداواری صلاحیت ہے۔ دوسری طرف نمو میں اضافے کے زیادہ تر مظاہرے اخراجات بڑھنے کی بنا پر ہوئے ہیں۔ چنانچہ جب ملکی طلب معیشت کی پیداواری صلاحیت سے تجاوز کر جاتی ہے تو عدم توازن جنم لیتا ہے اور بالآخر معیشت کی اوورہیٹنگ ہوتی ہے اور پھر اس کے نتیجے میں فوری کارروائی اور، جیسا کہ ماضی میں اکثر ہوا ہے، قلیل مدت عارضی اقدامات کی ضرورت پڑتی ہے۔ اس سے وقتی طور پر سہارا مل گیا لیکن مضمر مسائل سے نمٹنے کے لیے دشوار ساختی اصلاحات پر توجہ کم ہوگئی۔

اس مرتبہ بھی بیرونی کھاتے پر دباؤ کم کرنے اور مہنگائی کی توقعات سے نمٹنے کے لیے کئی اقدامات کیے گئے ہیں۔ شرح سود میں اضافے، شرح مبادلہ میں ردوبدل، پیشگی ادائیگیوں اور اوپن اکاؤنٹ پر درآمدات پر پابندی، ریگولیٹری اور کسٹم ڈیوٹی میں اضافے اور منتخب غیر ضروری اشیا پر کیش مارجن لگانے کا مقصد درآمدات کو محدود کرنا اور جاری کھاتے کے خسارے کو گھٹانا ہے۔ تاہم انتخابات کے سال میں توسیعی مالیاتی پالیسی اور تیل کی قیمتوں میں اضافے نے ان اقدامات کے متوقع اثر کو جزوی طور پر زائل کردیا ہے۔

بہر حال ساختی رکاوٹوں سے نمٹنے کے لیے معیشت کے اہم شعبوں میں وسیع البنیاد اور گہری ساختی اصلاحات کی ضرورت ہے۔ پاکستان مالی شعبے اور زری و شرح مبادلہ کی پالیسیوں میں کئی اصلاحات نافذ کر چکا ہے۔ خاص طور پر زری پالیسی فریم ورک کو بہتر بنانے، بتدریج زیادہ مسابقتی شرح مبادلہ کی پالیسی اور مالی شمولیت بڑھانے اور محروم شعبوں بشمول ایس ایم ایز، خواتین اور نوجوان تاجروں اور چھوٹے کاشتکاروں تک مالکاری کی رسائی سے متعلق اصلاحات پر پیش رفت ہو رہی ہے۔

تاہم ان کے ہمراہ ان طویل مدت ساختی مسائل سے نمٹنے کے لیے بھی اصلاحات ہونی چاہئیں جو سرمایہ کاری، صنعت کاری، تجارت اور وسائل پیدا کرنے کی راہ میں رکاوٹ بنے ہوئے ہیں۔ خاص طور پر پاکستان کو بچت کی سطح بلند کر کے، بچت کلچر اور نئی مالی مصنوعات متعارف کرا کے عوامی بچتوں کو بڑھا کر سرمایہ کاری میں اضافہ کرنے کی ضرورت ہے۔ اس کے نتیجے میں مجموعی صَرف میں آنے والی کمی قلیل سے وسط مدت میں درآمدی طلب کو کم کرنے میں مدد دے گی۔ طویل مدت میں پاکستان بجلی کی پیداوار کو قابل تجدید ذرائع کی جانب منتقل کر کے، نقل و حمل کے سستے طریقے اختیار کر کے اور روغنی بیجوں کی ملکی پیداوار کو فروغ دے کر درآمدات پر اپنا انحصار کم کر سکتا ہے۔ ساتھ ہی ساتھ جاری کھاتے کے خسارے کو وسط مدت میں پائیدار سطح پر رکھنے کے لیے برآمدی اساس نیز قدر اضافی کو بڑھانے کی ضرورت ہے۔ پیداواری خصوصاً توانائی اور نقل و حمل کی لاگت میں کمی، پیشہ ورانہ تربیت کے ذریعے لیبر کے معیار کو بہتر بناتے ہوئے پیداواریت میں اضافے اور غیر روایتی اشیا اور منڈیوں کے غیر آزمودہ برآمدی امکانات کو استعمال کر کے برآمدات کو بڑھایا جا سکتا ہے۔

جہاں تک محاصل کی پیداوار کا تعلق ہے، پاکستان براہِ راست ٹیکس کے امکانات کو استعمال کر کے اپنی ٹیکس اساس کو وسیع کر سکتا ہے۔[2] فی الحال مجموعی ٹیکسوں میں براہِ راست ٹیکسوں کا حصہ ہمسر ممالک کے مقابلے میں خاصا کم ہے۔ مستثنیات ختم کر کے، انکم ٹیکس ایکٹ کے ذریعے ان شعبوں پر ٹیکس لگا کر جو اس دائرے سے باہر ہیں اور فی کس آمدنی کی نسبت سے کم سے کم قابل ٹیکس آمدنی کو بڑھا کر اس میں اضافہ کیا جا سکتا ہے۔ مزید یہ کہ محاصل جمع کرنے کے نظام کی ڈجیٹائزیشن سے ٹیکس گزاروں کو بھی فائدہ ہو گا اور انسانی مداخلت کم ہونے کی وجہ سے رقوم کا ضیاع بھی گھٹے گا۔ یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ معیشت کے کسی مخصوص شعبے میں اصلاحات اس وقت تک مؤثر نہ ہوں گی جب تک انہیں دیگر شعبوں میں اصلاحات سے ہم آہنگ نہ کیا جائے۔ آخراً، اس امر پر جتنا بھی زور دیا جائے کم ہے کہ اصلاحات کی کامیابی کا دارومدار نظم و نسق میں بہتری پر ہے۔

1.2 مالی سال 18ء کا جائزہ

حقیقی شعبہ

حقیقی جی ڈی پی کی نمو مالی سال 17ء میں 5.4 فیصد سے بڑھ کر مالی سال 18ء میں 5.8 فیصد ہو گئی جو پچھلے 13 سال کی بلند ترین نمو ہے۔ یہ نمو وسیع البنیاد بھی تھی اور تینوں شعبوں نے بھرپور کارکردگی کا مظاہرہ کیا۔ اس بہتر کارکردگی میں کئی عوامل نے کردار ادا کیا جن میں بعض صنعتوں میں استعداد کی توسیع، پست شرح سود کا ماحول، بلند سرکاری اخراجات (خصوصاً سی پیک سے متعلق منصوبوں پر) اور توانائی کی فراہمی میں اضافہ شامل ہیں۔

علی الخصوص، شعبہ زراعت نے مالی سال 18ء میں 3.8 فیصد کی بھرپور نمو ریکارڈ کی جو 3.5 فیصد کے ہدف اور مالی سال 17ء میں حاصل کردہ 2.1 فیصد نمو سے خاصی زیادہ تھی۔ فصلوں کی پیداوار میں پھر تیزی اور گلہ بانی کی بلند نمو نے اس شعبے کی بہتر کارکردگی میں کلیدی کردار ادا کیا۔ کپاس کی بہتر فصل کے علاوہ چاول اور گنے کی ریکارڈ پیداوار مالی سال 18ء کے دوران 3.8 فیصد پر منتج ہوئی جبکہ مالی سال 17ء میں 0.9 فیصد نمو رہی تھی۔ مزید برآں، دیگر فصلوں (دالوں، روغنی بیجوں وغیرہ) کی کارکردگی میں بھی نمایاں بہتری آئی اور مالی سال 17ء میں 2.7 فیصد کمی کے مقابلے میں مالی سال 18ء کے دوران 3.3 فیصد اضافہ ہوا۔ اس صحت مندانہ کارکردگی میں فصلوں کے نرخوں (گنے اور گندم میں)، خام مال پر زراعانت، قرضے تک رسائی میں اضافے اور سازگار موسمی حالات نے حصہ ڈالا۔ گلہ بانی کے ذیلی شعبے میں، جو زراعت میں تقریباً

[2] مزید تفصیلات کے لیے دیکھیے باب 4 میں باکس 4.2۔

60 فیصد کا حصہ دار ہے، مالی سال 18ء کے دوران 3.8 فیصد نمو ہوئی جبکہ مالی سال 17ء میں 3.0 فیصد اضافہ ہوا تھا۔ اس میں اہم کردار صوبائی حکومتوں کے آغاز کردہ مختلف منصوبوں اور ڈیری فارمنگ کے جدید خطوط پر استوار کیے جانے کے بڑھتے ہوئے رجحان نے ادا کیا۔

مالی سال 18ء میں صنعتی شعبے میں 5.8 فیصد نمو ہوئی جو مالی سال 17ء کی نمو 5.4 فیصد سے کچھ زیادہ ہے۔ یہ معمولی تیزی مضبوط تعمیراتی سرگرمیوں اور اشیاسازی کے شعبے کی بہتر کارکردگی کی بنا پر ہوئی جبکہ بجلی کی پیداوار و تقسیم اور گیس کی تقسیم کی قدر اضافی میں نمو خاصی کم ہوئی۔ سی پیک سے متعلق انفراسٹرکچر کے منصوبوں سے بدستور تعمیراتی شعبے کو فائدہ ہوتا رہا جبکہ بڑے پیمانے کی اشیاسازی کی نمو کو صارفی پائیدار اشیا کی مضبوط طلب اور تعمیرات سے منسلک صنعتوں سے تقویت ملی۔ جہاں تک کھاد کا تعلق ہے، چھوٹے اشیاسازی یونٹوں کی کارکردگی ملکی گیس کے تعطل سے متاثر ہوئی کیونکہ درآمد شدہ آر ایل این جی زیادہ مہنگی تھی۔ گنے کی ریکارڈ فصل کے باوجود نرخوں کا تنازع، جس کی بنا پر گنے کا متبادل استعمال ہونے لگا، کچل کاری کے تاخیر سے آغاز کا باعث بنا جس سے چینی کی پیداوار میں کمی آئی۔

اجناس پیدا کرنے والے شعبوں کی بہتر کارکردگی سے قطع نظر مالی سال 18ء میں خدمات کے شعبے کی قدر اضافی 6.4 فیصد بڑھ گئی جو مالی سال 17ء کی نمو 6.5 سے تھوڑی سی کم ہے۔ اس کا سبب مالیات اور بیمے، ٹرانسپورٹ، ذخیرہ کاری اور مواصلات اور دیگر نجی خدمات کی سست نمو تھی۔ تاہم تھوک اور خردہ تجارت، جو بڑی حد تک زراعت وصنعت کی کارکردگی سے ہم آہنگ تھی، اور عمومی حکومتی خدمات کی وجہ سے بہت تقویت ملی۔

زری پالیسی اور مہنگائی

زرِ مبادلہ کے ذخائر پر بڑھتے ہوئے دباؤ کے ساتھ بیرونی کھاتے کی متوقع راہ اور وسط مدت مہنگائی کے پیش نظر زری پالیسی کمیٹی نے سال کے دوران پالیسی ریٹ مجموعی طور پر 75 بیسس پوائنٹس (بی پی ایس) بڑھا دیا جو اس نے پچھلے دو برس سے یکساں رکھا ہوا تھا۔ پالیسی ریٹ میں تبدیلی کا سبب بننے والے اہم عوامل یہ تھے: (i) بڑھتا ہوا معاشی عدم توازن؛ (ii) شرح مبادلہ میں کمی کا مہنگائی پر ممکنہ اثر؛ (iii) ناکافی رقوم کی آمد؛ (iv) مالی سال 18ء کی دوسری ششماہی میں تیل کی عالمی قیمتوں میں تیزی سے اضافہ؛ اور (v) توقع سے زیادہ مالیاتی پھیلاؤ۔

پالیسی ریٹ میں 75 بی پی ایس اضافے کے باوجود مالی سال 18ء میں بہ وزن اوسط شرح قرض گاری (WALR) محض 39 بی پی ایس بڑھی۔ ترسیل کی مخصوص تاخیر سے ہٹ کر یہ پست منتقلی دو اہم تبدیلیوں کی غماز تھی۔ اوّل، بینکوں کے پاس نجی شعبے کی طلب پوری کرنے کے لیے کافی سیالیت تھی۔ اگرچہ دوران سال کبھی کبھی بین البینک منڈی میں سیالیت کا دباؤ ابھرا تاہم بازارِ زر کے سودوں کے ذریعے، جو شبینہ شرحوں کو پالیسی ریٹ کے قریب رکھنے کے لیے کیے گئے، اسٹیٹ بینک کے فعال انتظام نے اس دباؤ کو قابو میں رکھا (باب 3)۔ مالی سال 18ء میں سیالیت کی مجموعی صورتِ حال میں نرمی کی عکاسی مالی سال 17ء کی نسبت مالی سال 18ء میں اسٹیٹ بینک کی معکوس ریپو سہولت سے کمرشل بینکوں کے قرض کے کم حجم سے بھی ہوتی ہے۔ دوم، اہل قرض گیروں کو قرض دینے کے سلسلے میں بینکوں کے درمیان جاری مقابلے کی بنا پر بینکوں نے حکومتی تمسکات کے بجائے بلند تر یافت کے حامل نجی قرضوں میں رقم لگائی، جیسا کہ اثاثوں کے بہتر معیار سے عکاسی ہوتی ہے۔

اس طرح بہ وزن اوسط شرح قرض گاری پورے عرصے مستحکم رہی تاہم بینک کے قرضوں کی طلب مسلسل تیز رفتاری سے بڑھتی رہی۔ جاری سرمائے کے قرضوں کی رفتار خاص طور پر تیز تھی اور ٹیکسٹائل، برقی مشینری، لوہے اور فولاد، خوردنی تیل اور گھی، بنیادی کیمیکلز اور چاول کے پروسیسرز سمیت متعدد شعبوں میں نمایاں تھی۔ اس نمو کو صنعتی استعداد، تیز سرگرمیوں نیز خام مال کی بڑھی ہوئی قیمتوں سے منسوب کیا گیا۔

تاہم معینہ سرمایہ کاری قرضوں میں توسیع مالی سال 18ء میں پچھلے سال کی نسبت کم رہی۔ یہ سست رفتاری بنیادی طور پر کھاد کے شعبے کی وجہ سے آئی کیونکہ اس سے قبل کے قرضے کی نظام الاوقات کے مطابق واپسی کی گئی اور بجلی کے شعبے میں بھی یہ سست رفتاری دیکھی گئی جہاں استعداد میں اضافے کے لیے نئی تنصیبات کا کام کم ہوا۔

برآمدی شعبوں کے لیے اسٹیٹ بینک کی رعایتی مالکاری اسکیموں نے بھی بعض شعبوں جیسے ٹیکسٹائل میں استعداد میں توسیع کو ترغیب دینے میں اہم کردار ادا کیا۔ جہاں تک بجلی کے شعبے کا تعلق ہے، اگرچہ مالی سال 18ء کی پہلی ششماہی میں معینہ سرمایہ کاری کی سرگرمیاں سست رہیں تاہم دوسری ششماہی میں جب فرمیں نئے بجلی گھروں پر پابندی کے نفاذ کے بعد جاری منصوبوں میں تیزی لائیں تو ان سرگرمیوں میں تیزی آگئی۔ بحیثیت مجموعی مالی سال 18ء کے دوران معیشت کے نجی قرضے میں پچھلے برس کے 747.9 ارب روپے کی نسبت 775.5 ارب روپے کا بھرپور اضافہ ہوا۔

اس سے نجی قرض تا جی ڈی پی کا تناسب آٹھ سال کی بلند ترین سطح 17.4 فیصد تک پہنچ گیا۔ یہ بات قابل ذکر ہے کہ پاکستان کے نجی شعبے تا جی ڈی پی تناسب میں حالیہ برسوں میں اضافے کے باوجود مالی سال 18ء کے آخر میں یہ تناسب ایک عشرے قبل کی بلند ترین سطح 27.2 فیصد سے کافی کم ہے۔ اہم بات یہ ہے کہ یہ علاقائی معیشتوں جیسے بھارت (49.5 فیصد)، بنگلہ دیش (47.6 فیصد) اور سری لنکا (45.7 فیصد) سے بھی کم ہے۔

اس دوران مالی سال 18ء میں بینکاری نظام سے میزانی قرض گیری بلند رہی۔ نہ صرف حکومت نے اسٹیٹ بینک کی مالکاری پر انحصار کیا اور مالی سال 18ء کی صرف تیسری سہ ماہی میں لگ بھگ 2.2 ٹریلین روپے قرض لیے بلکہ ایس بی پی ایکٹ کے تحت مقرر کردہ 'صفر سہ ماہی قرض گیری' کی حد کی بھی خلاف ورزی کی۔ سرکاری شعبے کے اداروں خصوصاً توانائی سے متعلق نیز اجناسی سرگرمیوں میں شامل اداروں نے بھی خوب قرضہ لیا۔ نتیجے کے طور پر مالی سال 18ء میں مجموعی خالص ملکی اثاثے 15.9 فیصد بڑھ گئے۔ تاہم مجموعی زری توسیع پر اس کا اثر بڑھتے ہوئے بیرونی کھاتے کے خسارے کی وجہ سے خالص بیرونی اثاثوں میں بھاری خالص کمی نے جزواً زائل کر دیا۔ مجموعی رسد زر 9.7 فیصد بڑھی جو گذشتہ برس کی نمو 13.7 فیصد سے کم ہے۔ اسی طرح مالی سال 18ء کے دوران اسٹیٹ بینک کے خالص بیرونی اثاثوں میں بڑی کمی کے باعث زر بنیاد 12.7 فیصد بڑھ گیا جس سے مرکزی بینک سے بھاری میزانی قرض گیری کا اثر زائل ہو گیا۔

اسٹیٹ بینک سے حکومتی قرض گیری میں اضافے کی ایک وجہ طویل میعاد کے بانڈز میں جدولی بینک کی دلچسپی کا فقدان تھا کیونکہ مارکیٹ مہنگائی کی مضبوط توقعات کے تناظر میں شرح سود میں اضافے کی توقع کر رہی تھی۔ بیشتر نیلامیوں میں جدولی بینکوں نے واضح طور پر سہ ماہی ٹی بلز کو ترجیح دی اور پی آئی بیز میں کم دلچسپی لی جس کے باعث اگست تا مارچ مالی سال 18ء کی مدت میں ہونے والی مسلسل آٹھ پی آئی بی نیلامیاں منسوخ کر دی گئیں۔ تاہم مالی سال 18ء کی چوتھی سہ ماہی میں پی آئی بی نیلامیاں زیادہ کامیاب رہیں اور حکومت فکسڈ ریٹ کوپن بانڈز سے 46.1 ارب روپے اکٹھا کر سکی۔ مالی سال 18ء کا ایک اور نمایاں پہلو 10 سالہ فلوٹنگ ریٹ کوپن پی آئی بیز کا اجرا تھا جس میں کافی دلچسپی لی گئی۔ مارکیٹ کے شرکا نے ایسی دو نیلامیوں میں 100 ارب روپے کے مشترکہ ہدف کے مقابلے میں 296.1 ارب روپے کی پیشکش کی۔ تاہم ان نیلامیوں میں صرف 43.1 ارب روپے قبول کیے گئے۔

اس دوران اجناس کی عالمی قیمتوں میں اضافے اور طلبی دباؤ نے غیر غذائی مہنگائی کو بڑھا دیا۔ تاہم ان کے مجموعی اثر کی غذائی مہنگائی کے یکدم گرنے کی وجہ سے تلافی ہو گئی۔ اہم غذائی اجناس کی بہتر رسد اور سگریٹوں کے لیے ڈیوٹی کے نظام میں تبدیلی کا اثر سال بھر جاری رہا۔ مہنگائی بلحاظ صارف اشاریہ قیمت مالی سال 18ء میں مسلسل چوتھے برس سالانہ ہدف سے کم رہی اور مالی سال 03ء سے اب تک اپنی دوسری پست ترین سطح پر رہی۔ مالی سال 18ء میں مجموعی مہنگائی 3.9 فیصد تھی جبکہ پچھلے سال 4.2 فیصد رہی تھی۔

پیٹرولیم، ڈیزل اور ایل پی جی کی ملکی قیمتوں میں مسلسل تین سال گرنے کے بعد دو ہندسی نمو ریکارڈ کی گئی کیونکہ مالی سال 18ء میں بین الاقوامی نرخ بڑھتے گئے اور شرح مبادلہ میں کمی ہوتی رہی۔ اسی طرح غیر غذائی غیر توانائی قوزی مہنگائی جون 2018ء میں 7.1 فیصد کے نقطۂ عروج پر پہنچ گئی جو اکتوبر 2014ء سے اب تک بلند ترین سطح ہے۔ دوسری طرف مکانات کے کرائے، تعلیم، ملبوسات، صحت اور تیار غذا کی مہنگائی تقریباً اسی رفتار سے بڑھی جس سے بالعموم بڑھتی ہے۔ تاہم تعلیمی مہنگائی مسلسل

دوہندسوں میں بڑھتی رہی جس کی وجہ سرکاری اور نجی اداروں دونوں کی فیسوں میں اضافہ تھا۔ اسی طرح مالی سال 18ء میں صحت کی مہنگائی 8.1 فیصد بڑھ گئی جس کا سبب ادویات کی قیمتوں اور ڈاکٹروں کی فیسوں دونوں میں اضافہ تھا جو روایتی طور پر بڑھتی ہی ہیں۔

مالیاتی پالیسی

مالیاتی کھاتوں میں مسلسل دوسرے سال بگاڑ آ گیا اور خسارہ پانچ سال کی بلند ترین سطح پر جا پہنچا۔ اگرچہ محاصل کی وصولی اور اخراجات دونوں کی رفتار کم ہوئی تاہم اخراجات کی نمو محاصل کی وصولی سے بڑھ گئی۔ نتیجتاً مالی سال 18ء میں مالیاتی خسارہ جی ڈی پی کے 6.6 فیصد تک جا پہنچا اور سال کے ہدف 4.1 فیصد اور پچھلے برس کے خسارے 5.8 فیصد دونوں سے تجاوز کر گیا۔ بنیادی خسارہ گذشتہ سال کے 1.6 فیصد سے بڑھ کر جی ڈی پی کے 2.2 فیصد تک پہنچ گیا جس سے غیر سودی اخراجات میں کہیں زیادہ اضافہ ظاہر ہوتا ہے۔ اس طرح محصولاتی خسارہ جو مالی سال 17ء میں 0.8 فیصد تھا مالی سال 18ء میں بڑھ کر 1.8 فیصد تک پہنچ گیا جس سے پتہ چلتا ہے کہ مالیاتی خسارے میں اضافہ زیادہ تر جاری اخراجات میں بھاری اضافے کی بنا پر تھا۔

مالی سال 18ء میں جاری اخراجات 12.6 فیصد بڑھ گئے جبکہ پچھلے سال 10.7 فیصد اضافہ ہوا تھا۔ اسے بلند صوبائی جاری اخراجات سے سب سے زیادہ تحریک ملی۔ تاہم مالی سال 18ء میں وفاقی جاری اخراجات کی نمو گھٹ کر 9.1 فیصد رہ گئی جو پچھلے برس 10.4 فیصد تھی۔ دوسری طرف ترقیاتی اخراجات 6.5 فیصد کم ہو گئے۔ اس کی بڑی وجہ وفاقی ترقیاتی اخراجات کا 20.6 فیصد گھٹ جانا تھا جبکہ صوبائی ترقیاتی اخراجات کی نمو بھی سست ہو کر 3.3 فیصد رہ گئی جو مالی سال 17ء میں 43.8 فیصد تھی۔

اس دوران محاصل کی نمو مالی سال 18ء میں کم ہو کر 5.9 فیصد رہ گئی جو مالی سال 17ء میں 11.0 فیصد تھی۔ یہ سست رفتاری زیادہ تر نان ٹیکس محاصل میں یکدم کمی کی بنا پر آئی۔ اس کے مقابلے میں ٹیکس محاصل میں نمو وسیع البنیاد تھی۔ ایف بی آر اور صوبائی ٹیکس مالی سال 18ء کے دوران خاصے بڑھے۔

مالی سال 18ء میں ایف بی آر کی ٹیکس وصولی 14.3 فیصد بڑھ گئی جبکہ گذشتہ سال 8.0 فیصد اضافہ ہوا تھا۔ اس سے ڈکلیر نہ کیے گئے ملکی اور بیرونی اثاثوں کی رجسٹریشن کے لیے اعلان کردہ ٹیکس ایمنسٹی اسکیم سے یکبارگی وصولیوں کی عکاسی ہوتی ہے۔ براہِ راست ٹیکس میں بہتری کے علاوہ متحرک معاشی سرگرمی، مضبوط ملکی طلب اور عالمی اجناس کی عالمی قیمتوں کی ملکی نرخوں کو منتقلی کی بنا پر بالواسطہ ٹیکس وصولی مضبوط رہی۔ جہاں تک صوبوں کے اپنے ٹیکس محاصل کا تعلق ہے، زیادہ حصہ مسلسل بڑھتے ہوئے جنرل سیلز ٹیکس آن سروسز (جی ایس ٹی ایس) سے آیا اور اس کے بعد اسٹیمپ ڈیوٹی اور ایکسائز ڈیوٹی کا نمبر آتا ہے۔ نتیجے کے طور پر ٹیکس تا جی ڈی پی تناسب مالی سال 17ء میں 12.4 فیصد سے بڑھ کر 13.0 فیصد ہو گیا۔

مالیاتی خسارہ بیرونی اور ملکی دونوں ذرائع سے لیے گئے قرضہ جات سے پورا کیا گیا۔ جہاں تک بیرونی مالکاری کا تعلق ہے، حکومت نے دوطرفہ اور کمرشل قرضوں اور یورو بانڈز/صکوک پر بہت انحصار کیا۔ ملک کے اندر حکومت نے نہ صرف قرضے کی نئی ضروریات پوری کرنے کے لیے بلکہ بینکوں کے حق میں واجب الادا طویل مدت قرض واپس کرنے کے لیے بھی اسٹیٹ بینک سے قرض گیری بڑھا دی۔

ملکی اور بیرونی قرض

مالی سال 18ء کے دوران بڑھتے ہوئے مالیاتی اور جاری کھاتے کے خساروں اور شرح مبادلہ میں کمی کے باعث سرکاری قرضہ جمع ہونے کی رفتار تیز ہو گئی۔ مالی سال 17ء میں 8.8 فیصد اضافے کے مقابلے میں مالی سال 18ء کے دوران سرکاری قرضہ 16.5 فیصد بڑھا۔ مالی سال 18ء کے دوران جو 3.5 ٹریلین روپے جمع ہوئے ان میں 1.1 ٹریلین روپے اہم کرنسیوں کے مقابلے میں امریکی ڈالر اور امریکی ڈالر کے مقابلے میں پاکستانی روپے کی قیمتوں میں کمی کی بنا پر ہونے والے بازقدر پیمائی نقصانات کی وجہ

سے جمع ہوئے۔ نتیجتاً مجموعی سرکاری قرضہ آخر جون 2017ء کو 67.0 فیصد سے بڑھ کر آخر جون مالی سال 18ء میں جی ڈی پی کا 72.5 فیصد ہو گیا جو مالیاتی ذمہ داری اور تحدید قرضہ ایکٹ 2005ء میں دی گئی 60 فیصد کی حد سے خاصا زیادہ ہے۔

مالی سال 17ء کے برخلاف جب سرکاری قرضے میں لگ بھگ 70 فیصد اضافہ ملکی قرضے کی وجہ سے تھا، مالی سال 18ء کے دوران سرکاری قرضے میں نصف سے زیادہ اضافہ بیرونی قرضے کی بنا پر ہوا۔ بیرونی سرکاری قرضے میں اضافے کی بڑی وجہ دوطرفہ اور کمرشل ذرائع (بیرونی بینکوں کے قرضے اور یورو بانڈز اور صکوک سے آنے والی رقوم) تھے۔ اہم بات یہ ہے کہ بیشتر نئے قرضے رواں شرحوں پر اور نسبتاً کم میعاد کے تھے۔ اس سے سرکاری قرضے کا مجموعی خاکہ عرصیت کم ہو گیا جس سے اجرائے ثانی اور شرح سود کے خطرات بڑھ گئے۔

ملکی قرضے میں تمام تر اضافہ قلیل مدت قرضے کی وجہ سے تھا کیونکہ مالی سال 18ء کے دوران حکومت نے میعاد پوری کرنے والے بیشتر طویل مدت قرضے لوٹا دیے۔ مزید یہ کہ پی آئی بیز میں واپسی کی بھاری رقوم اسٹیٹ بینک سے قرض لے کر ادا کی گئیں۔ ان حالات سے سال کے دوران ملکی قرضے کا خاکہ عرصیت بدتر ہو گیا۔ سرکاری قرضے میں اضافے کے علاوہ پی ایس ای کا قرضہ اور بیرونی و ملکی واجبات بھی خاصے بڑھ گئے۔ نتیجے کے طور پر آخر جون 2017ء کے 78.6 فیصد کے مقابلے میں آخر جون 2018ء میں پاکستان کے مجموعی قرضہ جات اور واجبات بڑھ کر جی ڈی پی کا 86.8 فیصد ہو گئے۔

بیرونی شعبہ

برآمدات کی دوہندسی نمو اور ترسیلاتِ زر کی کسی قدر بحالی کے باوصف مالی سال 18ء میں درآمدات کی بھرپور نمو کی وجہ سے جاری کھاتے کا خسارہ 18.1 ارب ڈالر کی تاریخی بلند ترین سطح پر پہنچ گیا۔ اگرچہ مالی سال 18ء کے دوران رقوم کی آمد زیادہ تھی تاہم جاری کھاتے کا بلند خسارہ پورا کرنے کے لیے کافی نہ تھی۔ چنانچہ دوران سال اسٹیٹ بینک کے زرِمبادلہ کے ذخائر 6.4 ارب ڈالر کم ہو گئے اور آخر جون 2018ء تک 9.8 ارب ڈالر تک پہنچ گئے۔ اس کے نتیجے میں روپے پر دباؤ میں اضافہ ہوا اور سال کے دوران اس کی قدر ڈالر کے مقابلے میں 13.7 فیصد کم ہو گئی۔

جاری کھاتے کا بلند خسارہ بنیادی طور پر ریکارڈ بلندی پر مرچنڈائز تجارتی خسارے کا نتیجہ تھا جو مالی سال 18ء میں 16.5 فیصد بڑھ کر 31.1 ارب ڈالر تک پہنچ گیا۔ اگرچہ برآمدی وصولیوں میں بھرپور بحالی ہوئی اور وہ 12.6 فیصد بڑھ گئیں تاہم وہ درآمدی ادائیگیوں میں 14.7 فیصد اضافے کی تلافی کرنے کے لیے ناکافی تھیں۔ مالی سال 18ء کے دوران تیل کی عالمی قیمتیں اوسطاً 32.0 فیصد بلند رہیں اس لیے توانائی کی درآمد کا بل 25.0 فیصد بڑھ کر 13.3 ارب ڈالر ہو گیا جو مجموعی درآمدی ادائیگیوں کا 37.1 فیصد ہے۔ ساتھ ہی ساتھ بڑھتی ہوئی صنعتی سرگرمیوں، بجلی کی پیداوار میں اضافے، انفراسٹرکچر کی ترقی اور بعض صنعتوں میں استعداد کی توسیع نے درآمد شدہ خام مال اور سرمایہ جاتی اشیا کی طلب بڑھا دی۔ خاص طور پر مشینری کی درآمد مضبوط رہی اور وہ مالی سال 18ء میں 17.4 فیصد بڑھ کر 8.7 ارب ڈالر ہو گئی۔

اس دوران خالص سرمایہ جاتی اور مالی رقوم کی آمد مالی سال 18ء میں 12.4 ارب ڈالر رہی جبکہ مالی سال 17ء میں 10.6 ارب ڈالر تھی۔ زیادہ تر رقم یورو بانڈ اور صکوک کے اجرا اور کثیر فریقی اور دوطرفہ ذرائع کے قرضوں کی بنا پر آئی۔ دوسری جانب نجی رقوم پچھلے سال سے کم تھیں۔

پاکستان میں خدمات کی ڈجیٹائزیشن – ابھرتے رجحانات اور مستقبل کا منظرنامہ

کچھ عرصے سے ٹیکنالوجی کی ترقی اور کاروبار میں اس کے استعمال میں اضافہ عالمی سطح پر نمایاں حیثیت حاصل کر گیا ہے۔ خصوصاً یہ خدمات کی فراہمی کو سستا بنا کر اور صارفین کے تجربے کو بہتر بنا کر خدمات کے کاروباری ماڈلز کی صورت گری کر رہا ہے۔ خدمات میں بدلتے ہوئے عالمی رجحانات نئے مواقع پیدا کر رہے ہیں اور پاکستان کوئی استثنا نہیں۔

پاکستان میں خدمات کا شعبہ پچھلے پانچ برسوں کے دوران ملک کی جی ڈی پی کی نمو میں 67.6 فیصد کا حصہ ڈال چکا ہے۔ مالی سال 18ء کے آخر میں نامیہ جی ڈی پی میں اس شعبے کا مجموعی حصہ 56.0 فیصد تک پہنچ گیا جو جنوبی ایشیا کی اوسط سے زیادہ ہے۔

عالمی رجحانات کے دوش بدوش خدمات کی ڈجیٹائزیشن جی ڈی پی میں خدمات کا حصہ مزید بڑھا سکتی ہے۔ ایک تحقیق کے مطابق پاکستان 2016ء سے 2025ء کے دوران صرف ڈجیٹل مالی خدمات کے استعمال میں اضافہ کر کے اپنی جی ڈی پی نمو مجموعی طور پر 7.0 فیصدی درجے (لگ بھگ 36.0 ارب ڈالر) بڑھا سکتا ہے اور تقریباً 40 لاکھ نئی ملازمتیں پیدا کر سکتا ہے۔[3]

اگرچہ ای کامرس، فن ٹیک، ای گورنمنٹ تاحال ترقی کے ابتدائی مرحلے میں ہیں تاہم ان کا معیشت پر دوررس اثر پڑنا شروع ہو گیا ہے۔ گذشتہ چند برسوں میں روزافزوں انٹرنیٹ نفوذ اور لین دین کی کم لاگت پاکستان میں ای کامرس کی تیز نمو پر منتج ہوئی ہے۔ اسٹیٹ بینک کے اعداد و شمار کے مطابق مقامی اور بین الاقوامی ای کامرس مرچنٹس کی فروخت مالی سال 18ء میں 40.1 ارب روپے تک پہنچ گئی جبکہ مالی سال 17ء میں 20.7 ارب روپے تھی۔ اہم بات یہ ہے کہ اس میں پوسٹ پیڈ کیش آن ڈلیوری کی چکتائیاں شامل نہیں جو مارکیٹ کے تخمینوں کے مطابق پاکستان میں ای کامرس کے مجموعی حجم کا لگ بھگ 80 سے 90 فیصد اور مجموعی قدر کا تقریباً 60 فیصد ہیں۔

صارفین کی نقد کے لیے ترجیحات اور کم مالی اور ڈجیٹل خواندگی کے باوجود پاکستان میں ڈجیٹل ادائیگی کا انفراسٹرکچر بتدریج ارتقا پذیر ہے۔ برانچ لیس بینکاری کھاتوں (موبائل والٹس) میں تیزی سے اضافے اور تھری جی/فور جی نفوذ کے مسلسل بڑھنے کی بنا پر شعبہ خدمات کے کاروباری ماڈلز میں ای ریٹیلرز اور آن لائن منڈیوں میں ربط ضبط بہتر ہوا ہے۔

علی الخصوص برانچ لیس اور موبائل بینکاری، جن کے فعال کھاتوں کی تعداد جون 2018ء تک 21.7 ملین تک پہنچ گئی، عوام کو بنیادی بینکاری سہولتیں فراہم کرنے میں اہم کردار ادا کر رہے ہیں۔ کوریج اور ارزانی کے حوالے سے مزید بہتری لانے کے لیے نئی فن ٹیک فرمیں آبادی کے اس بڑے حصے کو خدمات مہیا کر رہی ہیں جو بینکاری سہولتوں سے محروم ہیں۔ اگر اطلاعی و مواصلاتی ٹیکنالوجی (آئی سی ٹی) اور اطلاعی ٹیکنالوجی سے چلنے والی خدمات کو موزوں طور پر استعمال کیا جائے تو ان سے غیر رسمی معیشت کا مجموعی حجم خاصا کم ہو سکتا ہے اور اضافی محاصل پیدا ہو سکتے ہیں۔ آئی سی ٹی کے امکانات اور وسیع رسائی کے پیش نظر یہ حکومتوں کو ای گورنمنٹ کے ذریعے خدماتِ عامہ کی فراہمی بہتر بنانے کے قابل بنا سکتی ہے۔ پنجاب اچھی مثال ہے جہاں پنجاب انفارمیشن ٹیکنالوجی بورڈ نے گذشتہ چھ برسوں میں آئی سی ٹی سے متعلق 270 سے زائد منصوبے مکمل کیے (اور پنجاب حکومت کے لیے ایگریکلچر ای کریڈٹ اسکیم کے لیے سہولت بہم پہنچائی) جس سے خدماتِ عامہ کی فراہمی کا معیار بہتر ہوا ہے۔

علاوہ ازیں حکومت گذشتہ چند برسوں سے ڈجیٹائزیشن کو تقویت دینے کے اقدامات کرتی رہی ہے۔ مئی 2018ء میں کابینہ نے پہلی ڈجیٹل پاکستان پالیسی منظور کی جو ملک میں معاشرتی و معاشی افزائش کو ابھارنے کے لیے اس شعبے کو ترقی دینے کا نقشہ راہ ہے۔ زیادہ اہم بات یہ ہے کہ مالی خدمات کی ڈجیٹائزیشن قومی مالی شمولیت حکمت عملی میں مندرج اس مقصد کے حصول میں بنیادی ستون کا درجہ رکھتی ہے کہ 50 فیصد بالغ آبادی کو باضابطہ مالی خدمات تک رسائی حاصل ہو۔ اس حکمت عملی میں مزید یہ کہا گیا ہے کہ باضابطہ کھاتوں خصوصاً ڈجیٹل ٹرانزیکشنل اکاؤنٹس جیسے برانچ بینکنگ اکاؤنٹس/ایم والٹس تک سب کو رسائی حاصل ہو۔ مزید یہ کہ اس حکمت عملی کے مطابق سرکاری و نجی شعبے میں اجرتوں، گورنمنٹ ٹو بزنس پیمنٹس اور سوشل کیش ٹرانسفرز سمیت بڑے حجم کی ادائیگیوں کے لیے نقد کے بجائے ڈجیٹل پلیٹ فارم کو استعمال کیا جائے گا۔

[3] مکنزی گلوبل انسٹی ٹیوٹ، 2016ء، 'ڈجیٹل فنانس فار آل: پاورنگ انکلوسو گروتھ ان ایمرجنگ اکانومیز'۔ [mckinsey.com]

1.3 معاشی منظر نامہ

امکان ہے کہ زری سختی، شرح مبادلہ میں کمی اور درآمدی اور کسٹم ڈیوٹیوں میں تبدیلیوں سمیت حالیہ پالیسی اقدامات اور حالات سے ملکی طلب بشمول درآمدات میں کمی آئے گی۔ اضافی محاصل سے متعلق اقدامات اور 2018ء کے فنانس سپلیمنٹری (ترمیمی) بل میں مجوزہ وفاقی ترقیاتی اخراجات میں کٹوتی بھی مالیاتی خسارے پر قابو پانے میں معاون ہوسکتی ہے۔ تاہم آگے چل کر ان حالات کے نمو اور مہنگائی کے لیے مضمرات ہوسکتے ہیں۔

اس تناظر میں مالی سال 19ء کے لیے حقیقی جی ڈی پی نمو کا 6.2 فیصد کا ہدف زیادہ معلوم ہوتا ہے۔ خاص طور پر صنعتی شعبے میں صارفی طلب کی متوقع کمی کی بنا پر سست رفتاری دیکھنے میں آسکتی ہے۔ علی الخصوص تعمیرات سے منسلک اور صارفی پائیدار صنعتوں کی پیداوار میں نمو سست ہوسکتی ہے۔ اوّل الذکر پر ترقیاتی اخراجات میں کمی کا اثر پڑسکتا ہے جبکہ موخر الذکر شرح مبادلہ میں کمی کی بنا پر بڑھتی ہوئی ملکی قیمتوں، قرض کی بلند لاگت سے متاثر ہوسکتی ہے۔ علاوہ ازیں گنے کی فصل میں متوقع کمی کی بنا پر چینی کی پیداوار میں کمی بھی بڑے پیمانے کی اشیاسازی کی نمو میں غذائی گروپ کا حصہ گھٹا سکتی ہے۔

گنے کی فصل کے رقبے میں کمی، خریف خصوصاً کپاس کی فصلوں کی بوائی کے وقت پانی کی قلت اور کھاد کے استعمال میں کمزور رجحان سے ظاہر ہے کہ ہوسکتا ہے شعبہ زراعت پچھلے سال کی غیر معمولی کارکردگی کا اعادہ نہ کرے۔ تاہم حالیہ بارشوں اور پانی کی بہتر دستیابی نیز چاول اور کپاس کی فصلوں کے زیر کاشت رقبے میں اضافے سے کچھ سہارا مل سکتا ہے۔ چنانچہ زراعت کی نمو ہدف نیز گذشتہ برس کی سطح 3.8 فیصد سے نیچے گر سکتی ہے۔ صنعتی اور زرعی شعبوں کی سست نمو خدمات کے شعبے کی کارکردگی پر بھی اثرات ڈالے گی۔ اس پس منظر میں مالی سال 19ء کے دوران حقیقی جی ڈی پی کی نمو تخمیناً 4.5 سے 5.5 فیصد کی حدود میں رہے گی (**جدول 1.2**)۔

جدول 1.2: اہم معاشی اہداف اور پیش گوئیاں

	م س18ء	م س19ء	
		ہدف[1]	اسٹیٹ بینک کی پیش گوئیاں[2]
		فیصد نمو	
حقیقی جی ڈی پی	5.8	6.2	4.5 – 5.5
صارف اشاریہ قیمت (اوسط)	3.9	6.0	6.5 – 7.5
		ارب ڈالر	
ترسیلاتِ زر	19.6	21.2	20.0 – 21.0
برآمدات (ایف او بی)	24.8	27.9	27.0 – 28.0
درآمدات (ایف او بی)	55.8	58.5	59.5 – 60.5
		فیصد جی ڈی پی	
مالیاتی خسارہ	6.6	4.9	5.0 – 6.0
جاری کھاتے کا خسارہ	5.8	4.0	5.0 – 6.0

ماخذ: [1]وزارت خزانہ اور منصوبہ بندی کمیشن؛ [2]بینک دولت پاکستان۔

سست معاشی سرگرمی کے علاوہ شرح مبادلہ میں کمی اور دیگر انتظامی اقدامات بشمول درآمدی ڈیوٹی میں اضافہ درآمدات کی نمو کو معتدل کرنے میں مدد دیں گے ماسوائے اس کے کہ تیل کی عالمی قیمتوں کو کوئی بڑا دھچکا پہنچے۔ اس دوران توقع ہے کہ برآمدات کی نمو کی رفتار مالی سال 19ء میں بھی برقرار رہے گی گو کہ بڑھتی ہوئی عالمی تجارتی کشیدگی کی بنا پر غیر یقینی کیفیت اس رفتار کے لیے خطرہ بن سکتی ہے۔ کرنسی کی قدر میں کمی کے تاخیر سے اثر کے علاوہ توانائی کی بہتر رسد، خام مال (خصوصاً کپاس، چاول اور کھالوں) کی بہتر دستیابی اور برآمدی صنعتوں کے لیے ترغیباتی پیکیج کا تسلسل اور دیگر کلیدی عوامل برآمدات میں بلند نمو کے امکانات کو تقویت دے رہے ہیں۔ اس کے علاوہ پاکستان بین الاقوامی منڈی میں غذائی قیمتوں میں ممکنہ اضافے سے بھی فائدہ اٹھاسکتا ہے۔ گندم پیدا کرنے والے اہم ممالک میں قحط جیسی صورتِ حال گندم کی قیمتوں میں اضافے کا سبب بن سکتی ہے جس سے پاکستان کے لیے گندم کے فاضل ذخائر کو آف لوڈ کرنے کے امکانات پیدا ہوسکتے ہیں۔

مزید یہ کہ مالی سال 19ء کے دوران تیل کی بین الاقوامی قیمتوں میں اضافے اور ترقی یافتہ معیشتوں میں مستحکم معاشی سرگرمیوں اور ایم وائلٹس اور آسان ریمی ٹنس اکاؤنٹ جیسے سرکاری چینلز کے ذریعے ترسیلاتِ زر لانے کے مختلف اقدامات کی بنا پر کارکنوں کی ترسیلاتِ زر متوقع طور پر بڑھیں گی۔ ان حالات کو سامنے رکھتے ہوئے مالی سال 19ء کے لیے جاری کھاتے کا خسارہ جی ڈی پی کے 5 سے 6 فیصد کی حد میں ہونے کی پیش گوئی ہے۔

درآمدات کو قابو میں رکھنے کے لیے قبل ازیں کیے گئے بعض اقدامات، انکم ٹیکس میں حالیہ تبدیلیوں—مالی سال 19ء کے بجٹ میں اعلان کردہ ٹیکس ریلیف کے جزوی خاتمے، محاصل سے متعلق انتظامی اقدامات اور ریگولیٹری اور فیڈرل ایکسائز ڈیوٹیوں میں مزید اضافے سے ٹیکس وصولی میں بلند نمو کو قائم رکھنے میں مدد ملے گی۔ اسی طرح ترقیاتی اخراجات میں اعلان کردہ کمی اور کفایت شعاری کے اقدامات سے بھی مجموعی مالیاتی اخراجات کی نمو میں قدرے سست رفتاری آسکتی ہے۔ امکان ہے کہ یہ اقدامات مالیاتی خسارے کو مالی سال 19ء میں جی ڈی پی کے 5 سے 6 فیصد کی حد میں رکھیں گے۔

لہٰذا مجموعی جائزہ یہ ظاہر کرتا ہے کہ مہنگائی کا مضمر دباؤ برقرار رہ سکتا ہے۔ گیس کے نرخوں میں اضافہ، درآمدی ڈیوٹیاں اور ایکسائز ڈیوٹی بالواسطہ اور بلاواسطہ طور پر مہنگائی میں مزید اضافہ کریں گی۔ علاوہ ازیں تیل کی بلند قیمتوں کی منتقلی اور شرح مبادلہ کی کمی مہنگائی کی توقعات کو بلند رکھے گی۔ تاہم امکان ہے کہ ان عوامل کا کچھ اثر پالیسی ریٹ میں اضافے اور کم غذائی مہنگائی، جو اہم غذائی اشیا کے کافی ذخائر کے پیش نظر مالی سال 19ء میں کم رہنے کی توقع ہے، کی وجہ سے زائل ہو جائے گا۔ ان حالات کے پس منظر میں مالی سال 19ء کے دوران اوسط مہنگائی تخمیناً 6.5 سے 7.5 فیصد کی حد میں رہے گی جبکہ مالی سال 18ء میں 3.9 فیصد ریکارڈ کی گئی تھی اور سال کا ہدف 6.0 فیصد تھا۔ تاہم خصوصاً توانائی کی متغیر قیمت کی بنا پر خطرات ہیں۔ مزید یہ کہ اگر گندم پیدا کرنے والے اہم ممالک میں قحط جیسی صورتِ حال برقرار رہی تو غذا کی عالمی قیمتیں بھی بڑھ سکتی ہیں۔